سے حملہ کر کے زبیر کو قتل کر ڈالا۔ زبیرؓ کی لاش پر کچھ خاک ڈالکر زبیر کا سر, تلوار اورانگھوٹی لیکر احنف کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا۔

احنف نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تم نے اچھا کام کیا ہے یا برا کام کیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم مولا علی ع سے یہ بات بیان کرو۔

عمرو ابن جرموز مولا علی ع کی ملاقات لے لئے پہنچا۔حضرت ع کے دربان سے پیغام بھجوایا کہ وہ زبیر کا کٹا ہوا سر تلوار اور انگھوٹی اپنے ساتھ لایا ہے۔مولا علی ع نے عمرو سے پوچھا کہ کیا تم نے زبیر کو قتل کیا؟

عمرو نے کہا: ہاں میں نے قتل کیا ہے۔

امام ع نے فرمایا: خدا کی قسم صفیہ کا بیٹا (زبیرؓ) بزدل و پست آدمی نہ تھا برے نقشہ نے اسے حق سے منحرف کر دیا تھا۔اس کے بعد فرمایا: تلوار مجھے دو۔

حضرت ع نے تلوار کو حرکت دے کر فرمایا: یہ وہ تلوار ہے جس نے بہت مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے مبارک سے رنج و غم کو دور کیا ہے۔

ابن جرموز نے کہا: میرا انعام دیجئے !

امیرالمومنین ع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے زبیرؓ کے قاتل کو دوزخ کی خوش خبری دیدو (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ا صفحہ ۲۳۵)۔

ابن جرموز افسردہ و مایوس باہر آیا اور شعر زمزمہ کرتا تھا کہ زبیرؓ کا سر لیکر علی ع کی خدمت میں آیا تا کہ علی ع کی قربت حاصل ہو مگر انھوں نے مجھے آتش جہنم کی بشارت دی (مروج الذھب جلد ۲ صفحہ ۳۶۴)۔

## امیر المومنین ع کی طلحہ رض سے گفتگو:

زبیر رض کو جنگ کے ارادہ سے منصرف کرنے کے بعد امام علیہ السلام نے مسلمانوں کے قتل وخون کو روکنے کی غرض سے طلحہ رض کو اس کی کنیت یا ابا محمد کہہ کر آواز دی اور قریب بلایا۔ جب طلحہ رض امام ع کے برابر میں کھڑے ہوئے تو امام ع نے طلحہ رض سے پوچھا کہ کس وجہ سے جنگ کرنا چاہتے ہو؟

طلحہ رض نے کہا: عثمان رض کے خون کا مطالبہ!

مولا علی ع نے فرمایا: خدا کی لعنت ہو مجھ پر یا تم پر جسے عثمان رض کے قاتل ہونے کی نسبت دی جائے۔ میں عثمان رض کا قاتل ہوں یا تم؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے میرے تعلق سے یہ نہیں سنا کہ "اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" (پروردگار دوست رکھ اسے جو علی ع کو دوست رکھے اور اسکا دشمن ہو جا جو علی ع سے دشمنی رکھے)۔ کیا تم پہلے شخص نہیں تھے جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر بیعت کو توڑ ڈالا جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو وعدہ کر کے وعدہ توڑ دے تو گویا اس نے اپنے خلاف وعدہ خلافی کی ہے۔ طلحہ رض نے کہا: میں استغفار کرتا ہوں اور اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے۔

مروان ابن حکم نے جب دیکھا کہ طلحہ رض بھی زبیر رض کی طرح مولا علی ع کی گفتگو سے متاثر ہو گئے ہیں تو کہنے لگا کہ زبیر رض جنگ سے لوٹ گیا اب طلحہ رض بھی لوٹ جائے گا لہذاء طلحہ رض کو عثمان رض کے خون کے قصاص کے لئے یہاں قتل کروں یا کسی اور مقام پر؟۔ مروان نے سونچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے اور فوراً ایک تیر طلحہ رض کی طرف چلایا جو ان کی گردن میں لگا۔

اسد الغابہ ابن اثیر اور تھذیب ابن عساکر میں نقل ہے کہ تیر لگنے کے بعد طلحہؓ نے کہا: سبحان اللہ میں نے آج اہل قریش سے کسی کو نہ دیکھا جسکا خون میرے خون سے زیادہ ضایع و برباد ہو گیا ہو۔ میں نہیں جانتا کس نے میری طرف تیر پھینکا ہے۔ اللہ نے جو مقدر میں لکھا ہے وہ ضرور ہو گا۔ اس کے بعد طلحہؓ میدان جنگ کے باہر ایک کنارے پر آرام کی غرض سے آئے اور مولا علی ع کے اصحاب سے کہتے تھے میں طلحہؓ ہوں کوئی مجھے پناہ دے۔ اس گفتگو کو تکرار کرتے کرتے دنیا سے گذر گئے۔

مروان نے خلیفہ عثمانؓ کے بیٹے ابان بن عثمان سے جو ساتھ تھے کہا: میں نے تمہارے باپ کے قاتلین میں سے ایک کو قتل کر دیا ہے جو تمہارے لئے کافی ہے۔

مولا علی علیہ السلام جنگ کے بعد لاشوں کے پاس سے گذر رہے تھے کہ طلحہؓ کی لاش پر نظر پڑی، اس کے سرہانے کھڑے ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے بعد فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں چاہتا تھا ان کا انجام اس طرح ہو۔ میں انھیں مردہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

طلحہؓ کے بیٹے محمد بھی جنگ جمل میں قتل ہوئے۔ امیر المومنین ع نے اسکی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: یہ شخص اپنے باپ کے حق میں نیکی اور باپ کی اطاعت میں مارا گیا ہے (مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۶۵)۔

## جنگ کا آغاز:

امیر المومنین ع کھڑے سواری قربوس کی زین پر ٹیکا لگا کر پیش آنے والے حادثہ اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے تعلق سے سوچ رہے تھے۔ تھکن کے آثار نمایاں تھے۔

مخالف لشکر ام المومنین عایشہؓ کی سرپرستی میں لشکر مولا علی ع پر سیدھے اور بائیں

جانب سے حملے کر رہا تھا۔لشکر مولا علی ع کے حکم کا منتظر تھا۔جناب عقیل کے بیٹے جوش و خروش میں امیرالمومنین ع کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کئے چچا مخالف لشکر دونوں طرف سے قریب ہو چکا ہے آپ ابھی سو رہے ہیں!

امیرالمومنین ع نے فرمایا: اے میرے بھتیجو! جلدی نہ کرو۔تمہارے چچا کی موت کا ایک دن معین ہے۔خدا کی قسم میں نہیں جانتا اس دن مجھے موت اپنے آغوش میں لے لے گی یا میں موت کو اپنی آغوش میں لے لوں گا۔

امیرالمومنین ع کی خواہش و کوشش رہی کہ جنگ جلد ختم ہو جائے تاکہ مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اس لئے لشکر کے پرچم کو اپنے بیٹے محمد حنفیہ (جنکا سن اس وقت ۱۹ برس کا تھا) کو دیکر حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کر کے دشمن کے پرچم کو سرنگوں کر دو۔ محمد حنفیہ نے حملہ کا آغاز کیا, تیروں کی بارش ہو رہی تھی, محمد حنفیہ کو صاف نظر نہیں آرہا تھا اس لئے کچھ لمحوں کے لئے ٹھہرے تاکہ دشمن کے تیروں میں کمی آجائے تو پھر سے حملہ شروع کیا جا سکے۔مولا علی ع بیٹے کے آہستہ حملہ کرنے اور ٹھہر جانے سے غصہ میں آگئے اور فرمایا: بیٹا کیوں آگے نہیں جاتے؟

محمد حنفیہ نے وجہ بیان کی۔امام ع نے فرمایا قلب لشکر پر حملہ کرو, تیروں کے درمیان دشمن پر حملہ کرو۔اگر مر جاؤ گے تو جنت نصیب ہوگی۔

پرچم دار نے حملہ شروع کیا مگر راستہ میں پھر ٹھہرے۔امیرالمومنین ع بیٹے کے قریب پہنچے اپنی تلوار کے پہلو سے پیٹھ پر مارا اور فرمایا: یہ ڈر تمہاری ماں کے خون کا اثر ہے پرچم کو محمد حنفیہ سے لیا اور غضبناک شیر کی طرح دشمن کے لشکر پر حملہ کر کے سپاہ دشمن کو اس

طرح بکھیر دیا جیسے تیز ہوا راکھ کو بکھیر دیتی ہے (مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۳۶۶)۔

**جنگ جمل میں مولا علی ع کی شجاعت:**

امیر المومنین ع کا سن جنگ جمل کے وقت ۶۰ برس کا تھا۔ ۲۵ برس سے زیادہ کا عرصہ مشکلات، سختیوں، محرومیوں اور گوشہ نشینی کی زندگی میں گذرا۔ مگر جنگ جمل میں دوران جوانی ومیدان بدر و احد و خیبر اور حنین کی طرح معرکہ آرائی کی۔ اگر جنگ جمل میں مالک اشتر و عمار یاسر و عدی بن حاتم نہ ہوتے جنھوں نے اکثر مولا علی ع کو میدان میں جانے سے روکا، تو مولا علی ع کسی اور کو تلوار چلانے کا موقع ہی نہ دیتے۔

جنگ جمل میں بصرہ کے نامور سرداروں میں سے جو مولا علی ع کی تلوار سے قتل ہوئے ان میں عبداللہ بن یثربی اور عبداللہ بن خلف خزاعی جو بصرہ میں ام المومنین عایشہؓ کا میزبان تھا۔ اس کا شمار بصرہ کے امیر ترین رئیس وسرپرستوں میں ہوتا تھا۔ جب یہ لشکر سے باہر لڑنے کے لئے آیا تو مبارز طلب کیا رجز پڑھا کہ علی ع کے سواء اور کوئی نہ آے۔ امیر المومنین ع میدان میں تشریف لائے اور ایک ہی وار میں سر کو آدھا کر کے ہوا میں اچھال دیا۔

عبداللہ بن ابزی ام المومنین کے اونٹ کے سامنے آیا، اونٹ کی مہار کو پکڑا اور مولا علی ع کے لشکر پر حملہ کیا۔ اسکا رجز تھا: میں تم پر تلوار سے ضرب لگاوں گا مگر میں ابوالحسن ع کو نہیں دیکھ رہا ہوں حقیقت میں یہ ایک غم کی بات ہے اور دوسرے بہت سے غموں کے علاوہ۔ اس لمحہ امیر المومنین ع لشکر سے باہر تشریف لائے نیزہ پھینک کر اسے ہلاک کیا

اور فرمایا: اب ابوالحسن کو دیکھا ؟اور کس طرح دیکھا؟۔ نیزہ کو اس کے بدن میں چھوڑ دیا۔

ابن ابی الحدید کی زبان سے سنئے (خطبہ نمبر ۱۳ کی شرح میں لکھتے ہیں): امیرالمومنین ع انصار و مہاجر سے تشکیل پائے لشکر ''کتیبہ خضراء'' کے درمیان تھے اور آپ کو حسن ع وحسین ع اور محمد حنفیہ گھیرے ہوئے تھے۔ یہ لشکر ام المومنین کے اونٹ کی طرف حملہ آور ہوا۔ پرچم کو محمد حنفیہ کو دیا اور فرمایا: آگے بڑھو اور اسے عایشہ ؓ کے اونٹ کی آنکھ میں چبھو دو۔ اونٹ تک پہنچنے سے پہلے نہ دم لو نہ ٹھہرو۔ محمد حنفیہ نے پرچم کو لیا اور حملہ کیا۔ تیروں کی بارش ہونے لگی۔ محمد حنفیہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تیروں کے کم ہونے تک ٹھہر جاؤ۔ مولا علی ع نے پیغام بھجوایا آگے بڑھو۔ جب مولا علی ع نے ملاحظہ فرمایا کہ حرکت کی رفتار میں کمی ہے تو خود آگے بڑھے اور اپنا بایاں ہاتھ محمد حنفیہ کے سیدھے شانہ پر مارا اور فرمایا: آگے بڑھو اے ماں کے بیٹے!

(جنگ جمل کے بعد محمد حنفیہ جب بھی اس دن کو یاد کرتے تو گریہ کرتے اور فرماتے: اب بھی میں امیرالمومنین ع کی سانس کی آواز کو پیٹھ کے پیچھے محسوس کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں وہ دن ہرگز نہیں بھول سکتا)۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں گویا علی ع نے اپنے بیٹے کے حال پر گریہ کیا, پرچم کو محمد سے اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور سیدھے ہاتھ میں ذوالفقار تھی۔ اس طرح دشمن کے لشکر پر حملہ کیا کہ لشکر کے درمیان غایب ہوگئے۔ کچھ دیر بعد لشکر سے باہر آئے۔ تلوار جو ٹیڑی ہوگئی تھی اسے زانو پر رکھ کر زور ڈال کر سیدھا کیا۔ اس وقت آپ ع کے بیٹوں , اصحاب و دوستوں

مالک اشتر اور عمار یاسر نے عرض کیا: یا امیر المومنین ع یہ کام ہمارا ہے ہم اسے انجام دیں گے۔ امام ع نے ان کی درخواست پر توجہ نہ کی اور غضبناک شیر کی طرح انکی طرف اس طرح دیکھا کہ سب دور ہٹ گئے۔ دوسرے لمحہ امیر المومنین ع کی نظر بصرہ کے لشکر کی طرف تھی۔ اس وقت پرچم کو محمد حنفیہ کے سپرد کیا اور دوبارہ اکیلے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ تلوار چل رہی تھی اور لشکر ان کے دونوں طرف سے بھاگ رہا تھا۔ زمین دشمن کے خون سے سیراب ہوگئی۔ دوسری مرتبہ لوٹے, تلوار تیڑی ہوگئی تھی زانو پر رکھ کر سیدھا کیا۔ آپ کو اصحاب ودوستوں نے گھیرلیا اور خود امام ع اور اسلام کی خاطر قسمیں دیں اور عرض کیا: اگر آپ کی شھادت ہوگئی یا آپ کو کوئی حادثہ پیش آے تو اسلام ختم کردیا جائے گا۔ لہذاء آپ اس طرح تنہا دشمن کے لشکر کے درمیان جا کر حملہ نہ کریں۔

مولا علی ع نے فرمایا: خدا کی قسم میرا مقصد سوائے اللہ کی رضا اور اور روز جزاء انعام کے کچھ اور نہیں ہے۔ اس کے بعد اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا: بیٹے اس طرح حملہ کرو۔ اصحاب نے عرض کیا: کوئی نہیں ہے جو آپ کی طرح یہ کام انجام دے سکے (شرح نہج البلاغہ جلد اصفحہ ۷۹)۔

ایک اور مقام پر اس طرح نقل ہے کہ جب پرچم کو محمد حنفیہ کو دیا اور فرمایا حملہ کرو۔ محمد حنفیہ ٹھہرے۔ علی ع نے دوبارہ فرمایا: حملہ کرو۔ محمد حنفیہ نے عرض کیا: یا امیر المومنین ع تیروں کی بارش ہورہی ہے۔ مولا علی ع نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تمہاری ماں کے دودھ کا اثر ہے (یعنی اگر تمہاری ماں بنی ہاشم اور خاندان عبد المطلب سے ہوتی

تو تیروں کی پرواہ نہ کرتے)۔ اس کے بعد پرچم محمد حنفیہ کے ہاتھ سے لیا اور حملہ فرمایا (شرح نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۸۱)۔

## ام المومنین عایشہؓ کے لئے فداکاری:

جب مولا علی ع کا قدرت مند لشکر دشمن کے لشکر پر حملے کرنے لگا, اس وقت بصرہ کے دو قبیلے ام المومنین کی حفاظت کی غرض سے اونٹ کے اطراف جمع ہوئے۔ان قبیلوں نے اس کام میں بڑی قربانیاں دیں۔

ان میں کا ایک ''قبیلہ ازد'' تھا جس نے ام المومنین سے اظہار عقیدت ومحبت میں اس قدر افراط کیا کہ جس اونٹ پر ام المومنین سوار تھیں اس اونٹ کے فضولات کو ہاتھ میں لیکر سونگھتے اور کہتے کہ ''ہماری ماں (ام المومنین) کے اونٹ کے فضلہ میں مشک کی خوشبو ہے''۔

ام المومنین کے لشکر کے ایک عمر رسیدہ شخص نے جب ام المومنین کے لئے اس حساس موقع پر خطرہ کا احساس کیا اور قبیلہ ازد کی فداکاری وعقیدت کو دیکھا تو ان کو مزید تحریک کرنے کے لئے شعر کہے, جس کا ترجمہ اس طرح ہے:

''اے گروہ ازد اپنی ماں کی حفاظت کرو کیونکہ وہی ہے تمہاری نماز, تمہارا روزہ اور بڑا احترام جو تم سب پر واجب ہے۔پوری قدرت اور استقامت کے ساتھ ان کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن تم پر کامیاب ہوجائے۔اگر دشمن تم پر کامیاب ہوگیا تو تم پر ہر طرح کا اختیار حاصل کرلےگا اور ظلم وستم تم پر شروع کردے گا۔خبردار آج خود کو رسواء نہ کرلو۔تم پر تمہارا قبیلہ فدا ہوجائے''۔

اس قبیلہ کے افراد ام المومنین کی عماری کو گھیرے ہوئے تھے ۔شدت عقیدت کے ساتھ ان کے حمایت میں اس طرح لگے ہوئے تھے کہ خود ام المومنین ان کے اس عمل سے تعجب کررہی تھیں چنانچہ تعجب سے سوال کیا: تم لوگ کون ہو؟

انھوں نے جواب دیا ہم قبیلہ ازد کے لوگ ہیں۔

ام المومنین نے ان کو سراہاتے ہوئے کہا : ''وہی آزاد و صابر افراد''۔

یہ جملہ اس قدر ان پر اثر کیا کہ آخری سانس تک حفاظت و فداکاری کرتے رہے۔

دوسرا قبیلہ جس نے ام المومنین کی حفاظت کی ذمہ داری انجام دی قبیلہ ''بنی ضبہ ''تھا۔ یہ پست بدکردار ظالم افراد کا گروہ تھا۔ان کا رجز کچھ اس طرح کا تھا :

''اے ہماری ماں, اے نبی ﷺ کی بیوی, اے گذرے مبارک شخص کی کفو, ہم گروہ بنی ضبہ اس وقت تک یہاں سے نہ جائیں گے جب تک ہم خاک پر کھوپڑیوں کو پڑا نہ دیکھ لیں کہ ان سے جمع ہوا سرخ خون جاری ہے''۔

اس گروہ نے بھی مولا علی ع کے لشکر سے سخت جنگ کی۔خلیفہ عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کو اپنا نعرہ بنائے ہوئے تھے۔اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔اس قبیلہ کے ۴۰ افراد ایک کے بعد ایک مہار پکڑ کر قتل ہوئے۔ام المومنین ان کو جوش میں لانے کے لئے کہتی رہیں : ''میں ہمیشہ بنی ضبہ میں فتح و کامیابی کو دیکھ رہی ہوں''۔

جنگ کے بعد ام المومنین اس قبیلہ کے تعلق سے کہتی تھیں : ''جب تک اس قبیلہ کے افراد کی آواز میرے کانوں میں آتی رہی میرا اونٹ کھڑا رہا''۔

تیسرا قبیلہ جو ام المومنین کی حفاظت کے لئے اٹھا قبیلہ بنی ناجیہ تھا۔انھوں نے بھی

حفاظت کی خاطر قربانیاں دیں مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ جب تک ام المومنین کا اونٹ کھڑا رہا اس وقت تک مسلمان قتل ہوتے رہے (شرح نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۴۰۸)۔

عمرو بن یثری ضبی بصرہ کے لشکر کے شجاع افراد سے تھا۔ اس نے امیرالمومنین ع کے لشکر کے چند افراد کو شہید کیا۔ آخر میں اس نے زید ابن صوحان کو شہید کرنے کے بعد فاتحانہ ام المومنین کے اونٹ کی طرف گیا، مہار کو تھاما اور رجز پڑھا اور میدان میں لوٹ آیا۔ مبارز طلب کیا، عمار بن یاسر اس کے مقابلہ کے لئے گئے۔ عمرو کی تلوار عمار کی سپر میں پھنس گئی، عمار نے سر پر ضربت لگا کر عمرو کو زمین پر گرا دیا۔ عمرو کا پیر پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مولا علی ع کی خدمت میں لا کر عمار نے اسے قتل کیا۔

ابن ابی الحدید نے روایت نقل کی ہے کہ جب مولا علی ع نے دیکھا اونٹ کی حفاظت کی خاطر اونٹ کے کنارے کٹے ہوئے ہاتھوں کا ڈھیر لگا ہے تو مالک اشتر اور عمار یاسر کو بلوایا اور فرمایا: جاؤ اور اس اونٹ کے پیروں کو کاٹ دو۔ جب تک یہ اونٹ زندہ ہے جنگ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوگی۔ ان لوگوں نے اسے اپنا قبلہ قرار دیا ہے۔

اس حکم کے ساتھ ہی مالک اشتر و عمار یاسر مراد قبیلہ کے کچھ نوجوانوں کو ساتھ لے کر جنگ کر کے اونٹ تک پہنچے۔ قبیلہ مراد کے ایک شخص معمر بن عبداللہ نے اونٹ کی سرین (دم کا حصہ) پر تلوار سے ایسی ضرب لگائی کہ اونٹ ایک بڑی دلخراش آواز کے ساتھ پہلو کے بل زمین پر گرا اور گردن کو زمین پر رکھ دیا۔ اونٹ کی ایسی آواز پہلے سنی نہ گئی تھی اور اسی وجہ سے اطراف کا لشکر ٹڈوں کی طرح جو سخت ہوا کے اثر سے بکھر جاتا ہے بکھر کے غایب ہو گیا۔ ام المومنین

کے محافظ فرار ہو گئے۔

ایک اور روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو نیزہ دیا اور فرمایا اسے اونٹ کے پیٹ میں چبھو دو مگر ام المومنین کی حفاظت کرنے والوں نے محمد بن حنفیہ کو موقع نہ دیا۔ اس کے بعد امام علی ع نے وہ نیزہ اماحسن ع کو دیا اور امام حسن ع نے حملہ کر کے اونٹ کو گرا دیا۔

مولا علی نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو جس کی نادان وگمراہ افراد (بنی اسرئیل کے بچھڑے کی طرح) پرستش کرنے لگے تھے, جلا دیا جائے اور اسکی راکھ کو ہوا میں بکھیر دیا جائے۔ اس تعلق سے امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو اس اونٹ پر کس قدر شبیہ ہے بنی اسرائیل کے بچھڑے کی''۔ جب اس کی راکھ کو ہوا میں اڑایا گیا تو فرمایا :

تو اپنے معبود کو تو دیکھ جس کی (پرستش) پر تو ڈٹا بیٹھا تھا کہ ہم نے اسے یقیناً جلا کر (راکھ کر) ڈالیں گے پھر اسے تتر بتر کر کے دریا میں اڑا دیں گے (سورہ طہ آیت ۹۷)۔

## ام المومنین عایشہ رض کی عماری:

عماری کو تیروں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے موٹی مضبوط لکڑیوں سے بنایا گیا تھا اس پر لوہے کے ورق نصب کئے گئے تھے۔ ان لوہے کے ورقوں کے اوپر فولاد کی بنی سپر یں لگائی گئی تھیں۔ ان سپروں کے اوپر موٹے ہرے رنگ کے غلاف چڑھایا گیا تھا جس کے اوپر لال رنگ کا چمڑا لپیٹا گیا تھا۔ اس عماری میں دو سوراخ آنکھ کے حلقے کے برابر

رکھے گئے تھے کہ ام المومنین باہر دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکیں۔

واقدی نے موسی ابن عبداللہ سے, انھوں نے حسین بن عطیہ سے اور حسین نے اپنے والد عطیہ سے نقل کیا ہے کہ اس عماری پر اس قدر تیر پیوست تھے کہ اس کی شکل سارسل جانور کی سی ہو گئی تھی۔

**امیرالمومنین ع کا عمل ام المومنین کے تعلق سے :**

جب ام المومنین کی عماری زمین پر گری, امیرالمومنین ع نے فوراً محمد ابن ابوبکر ( عایشہ رض کے بھائی ) سے فرمایا: محمد اپنی بہن کی خبر لو ان کی خیریت معلوم کرو۔

محمد ابن ابوبکر نے عماری کے اندر ہاتھ بڑھایا۔ام المومنین نے اضطراب کے عالم میں فریاد بلند کی کہ کون ہے جو حریم رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے؟

محمد نے کہا: میں محمد ابن ابوبکر تمہارا بھائی مگر شدید ترین دشمن ہوں تمہارے کردار و اعمال کا۔امیرالمومنین ع جاننا چاہتے ہیں کہ کوئی چوٹ تو تمہیں نہیں لگی؟

ام المومنین نے کہا: ایک تیر میرے بدن تک پہنچا ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ کوئی صدمہ پہنچا ہو ( صرف خراش آئی ہے )۔اس وقت امیرالمومنین ع تشریف لائے اور عصاء سے عماری پر مارا اور فرمایا: ''اے حمیراء کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اسی بات کی سفارش کی تھی۔ کیا تم سے نہیں فرمایا تھا کہ گھر میں آرام کرو؟ خدا کی قسم جنھوں نے تمہیں گھر سے نکال کر باہر لایا, انھوں نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھا اور تمہیں میدان جنگ میں لے آئے''۔

مولا علی ع نے محمد ابن ابوبکر سے کہا: انھیں حارث عبدی کی بیٹی صفیہ کے گھر لے جاؤ اور کچھ

دن وہاں رہنے دو۔ محمد رات کا کچھ وقت گذرنے کے بعد صفیہ یا عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر لے گئے ( مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۷۰ ) ۔

## فاتحین جنگ جمل :

جنگ جمل میں بصرہ کے لشکر کے پاس سپاہی, اسلحہ, امکانات جنگی اور دولت بھی زیادہ تھی اس کے باوجود لشکر امیر المومنین ع کو جلدی اور مکمل کامیابی حاصل ہوئی۔ بیعت توڑنے والوں خصوصاً طلحہؓ و زبیرؓ کے قتل کی وجہ سے یہ فتنہ جلد ختم ہو گیا۔

یہ تیزی سے حاصل ہوئی کامیابی کی پہلی وجہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا وجود ,انکی حکیمانہ رہبری اور بے نظیر شجاعت ہے۔ دوسری وجہ ایمان وفداکاری لشکر ہے۔ تیسری وجہ لشکر میں موجود شجاع اصحاب کے شجاعانہ حملے ہیں۔ ان شجاع اصحاب میں سے ایک مالک اشتر نخعی ہیں۔

مالک اشتر کی شجاعت اور اسلامی جنگوں میں ان کی معرکہ آرائی خصوصاً مولا علی ع کے ہمراہ مشہور و معروف ہے۔ جنگ جمل کے واقعات میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کوفہ کا گورنر ابو موسی اشعری امیر المومنین ع کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوگوں کو مولا علی ع کے لشکر میں شرکت سے منع کر رہا تھا, مالک اشتر کوفہ گئے اور اسے حکومت سے معزول کر کے کوفہ سے نکال دیا۔

مالک اشتر کو جب اطلاع ملی کہ ام المومنینؓ مکہ میں امیر المومنین ع کے خلاف خروج کی تیاری کر رہی ہیں تو انھیں لکھا کہ : اے عایشہؓ تم رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہو , اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ گھر میں بیٹھی رہو۔ اگر یہ کام کیا تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر نافرمانی کی

اور اپنی بھول کو جاری رکھا اور پردہ کو چاک کیا اور اپنے بالوں کو لوگوں پر ظاہر کیا تو میں تم سے جنگ کروں گا تا کہ تم کو اپنے گھر لوٹا دوں وہ جگہ جسے اللہ پسند فرماتا ہے (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۸۰)۔

ابن ابی الحدید نے مالک کی تلوار سے قتل ہوئے شجاعان بصرہ کے نام لکھے ہیں۔ بصرہ کے لشکر سے نامور شجاع خباب بن عمرو راسبی باہر نکلا اور رجز پڑھ کر مبارز طلب کیا۔

مالک اشتر نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عتاب جو اشرف قریش سے تھا اور اسکی مخصوص تلوار تھی بنام ولول وہ رجز پڑھ کر مبارز طلب کیا، وہ بھی مالک کی تلوار سے قتل ہوا۔ اس کے بعد ایک اور قریش کے اشراف سے بنام عبداللہ بن حکیم بن حزام لشکر سے باہر آیا، رجز پڑھ کر مبارز طلب کیا۔ مالک نے اس پر حملہ کیا، اس کے سر پر تلوار سے ضرب لگائی، وہ زمین پر گر کر اٹھا اور معرکہ سے نجات پا گیا۔

جنگ کے تیسرے دن سب سے پہلے میدان میں عبداللہ ابن زبیرؓ آے اور مبارز طلب کیا، مالک اشتر ان کے مقابلے کو نکلے۔ ام المومنین نے سوال کیا کہ عبداللہؓ کے مقابلہ پر کون آیا ہے۔ جب مالک اشتر کا نام سنا تو کہا: آہ اسماء بغیر بیٹے کے ہوگئی (اسماء ام المومنین کی بہن اور عبداللہؓ کی ماں ہے)۔

دونوں میں لڑائی ہوتی رہی، مالک نے عبداللہ کو زمین پر گرایا اور سینہ پر بیٹھ گئے۔ دونوں لشکروں نے ہجوم کیا، بعض نے عبداللہ کی نجات کے لئے اور بعض نے مالک کی مدد کے لئے۔ مالک اشتر نے تین دن سے اپنے پیٹ کو خالی رکھا تھا (شجاعان عرب کی یہ رسم تھی جنگ کے وقت اپنے پیٹ کو غذاء سے خالی رکھیں کہ اگر قتل ہو جائیں یا پیٹ چاک

کر دیا جائے تو معدہ کی غلاظت لوگوں کی نفرت کا سبب نہ بنے )۔ مالک اشتر کا یہ طریقہ تھا وہ شجاع اور عمر رسیدہ تھے۔ عبداللہ نے فریاد بلند کی اے لوگو مجھے اور مالک کو قتل کر دو (اگر کہتے مجھے اور اشتر کو قتل کر دو تو لوگ دونوں کو قتل کر دیتے)۔ جنگ شدت سے ہو رہی تھی اور کئی افراد ان دونوں کو پہچان نہ سکے اس طرح عبداللہ ابن زبیرؓ مالک اشتر کے ہاتھ سے بچ نکلے۔

ابن ابی الحدید نے اس واقعہ کے ضمن میں مالک کے اشعار اور مولا علی ع کے صحابی اصبغ ابن نباتہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جنگ جمل کے بعد ایک دن مالک اشتر اور عمار بن یاسر ام المومنین عایشہؓ کے پاس گئے۔ ام المومنین نے عمار یاسر سے سوال کیا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ مالک اشتر!

ام المومنین نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا: اے مالک تم نے میری بہن کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کیا حرکت کی تھی؟

مالک: صحیح ہے اگر تین کا بھوکا نہ ہوتا تو امت محمد ﷺ کو اس کے شر سے نجات دلوا دیتا۔

ام المومنین نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا قتل جائز نہیں مگر تین چیزوں کے لئے: مرتد۔ زنای محسنہ اور ناحق قتل نفس۔

مالک نے کہا: میں بھی ان میں سے بعض چیزوں کے لئے ان سے لڑ رہا تھا۔ اے ام المومنین خدا کی قسم میری تلوار نے اس وقت سے قبل کبھی مجھ سے خیانت نہیں کی تھی اور اس کے بعد میں نے قسم کھائی ہے کہ اس تلوار کو کبھی اپنے ساتھ نہ رکھوں۔

مالک اشتر کے بعد شجاعت و فداکاری کے میدان میں جو نام ملتا ہے وہ عمار بن یاسر کا ہے۔ان کا شمار اسلام کے سابقین و مدافعین میں اور رسول اللہ ﷺ کے بزرگ صحابہ میں ہوتا ہے۔

عمرو بن یثری ضبی بصرہ کے لشکر کے شجاع افراد سے تھا۔اس نے امیرالمومنین ع کے لشکر کے چند افراد کو شھید کیا۔آخر میں اس نے زید ابن صوحان کو شھید کرنے کے بعد فاتحانہ ام المومنین کے اونٹ کی طرف گیا, مہار کو تھاما اور رجز پڑھا اور میدان میں لوٹ آیا۔مبارز طلب کیا, عمار بن یاسر اس کے مقابلہ کے لئے گئے۔عمرو کی تلوار عمار کی سپر میں پھنس گئی, عمار نے سر پر ضربت لگا کر عمرو کو زمین پر گرادیا۔عمرو کا پیر پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مولا علی ع کی خدمت میں لاکر عمار نے اسے قتل کیا۔

جنگ جمل کے شجاع فاتحین میں عدی ابن حاتم کا نام وتذکرہ بھی موجود ہے۔امیرالمومنین ع کے بزرگ اور باوفا اصحاب ودوستوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔اسی جنگ جمل میں ان کی ایک آنکھ ضایع ہوگئی۔جنگ جمل کے بعد ایک دن عبداللہ ابن زبیرؓ نے عدی ابن حاتم سے پوچھا کہ تمہاری آنکھ کب نابینا ہوئی؟

عدی ابن حاتم نے جواب دیا: جس دن تمہارے باپ کا قتل ہوا اور تم اپنی خالہ (ام المومنین عایشہؓ) کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔اس دن میں نے حق کی نصرت کی اور تو نے حق کو رسواء کیا۔

جنگ جمل میں عدی کا ایک بیٹا شھید ہوا۔دوسرے بیٹے جنگ صفین اور دوسری جنگوں میں مولا علی کے ہمراہ لڑتے ہوئے شھید ہوئے۔معاویہ ابن ابوسفیان نے ایک دن عدی ابن حاتم

سے امیرالمومنین ع کی شہادت کے بعد پوچھا: تمہارے بیٹے کیا ہوئے؟

عدی: قتل ہو گئے

معاویہ: علی ع نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا, ان کے بیٹے زندہ ہیں اور تمہارے بیٹے قتل ہو گئے!

عدی نے کہا: میں نے مولا علی ع کے ساتھ انصاف نہیں کیا, وہ شہید ہو گئے اور میں زندہ ہوں۔

جنگ جمل کے شجاع اور فداکاروں میں محمد بن ابوبکر کا نام بھی ملتا ہے, ان کی ماں اسماء بنت عمیس تھیں۔

زید بن صوحان کا شمار بھی شجاعان لشکر میں ہوتا ہے۔ امیرالمومنین ع کے باوفا اصحاب و دوستوں میں گنے جاتے ہیں۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ جب زید زمین پر گرے تو مولا علی ع ان کی بالین پر تشریف لائے اور فرمایا: خدا رحمت کرے تم پر اے زید تمہارا خرچہ کم اور تمہاری کوشش و مدد زیادہ تھی۔

زید نے مولا ع کی آواز پر سر کو بلند کر کے عرض کیا: اللہ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے اے امیر المومنین ع, خدا کی قسم میں جانتا ہوں آپ اللہ کی معرفت رکھتے ہیں اور اللہ کے نزدیک آپ ہر چیز کے جاننے والے ہیں اور اللہ آپ کے قلب میں عظیم ہے۔ خدا کی قسم میں نے بغیر علم آپ کے ہمراہ جنگ نہیں کی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المومنین ام سلمہ رض سے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جس جس کا مولا ہوں علی ع اس اس کا مولا ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کی نصرت نہ کروں کیونکہ نتیجہ میں اللہ میری نصرت نہیں کرے گا۔

## جنگ جمل کی مدت کتنی تھی اور کب ختم ہوئی ؟

جنگ جمل کے شروع اور ختم کے تعلق سے اکثر تاریخوں میں تذکرہ نہیں ملتا صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جنگ کی مدت ایک دن سے زیادہ نہ تھی۔ مناقب ابن شہر آشوب میں نقل ہے کہ جنگ جمل ظہر کے بعد شروع ہوئی اور مغرب سے قبل ختم ہوگئی۔ ابن ابی الحدید کے مطابق اس جنگ کا سلسلہ تین دن رہا۔

## جنگ جمل کے تعلق سے ام المومنین کا بیان:

واقدی نے ام المومنین سے واقعہ جمل اور شکست کو خود ان کی زبانی بشرح ذیل نقل کیا ہے۔

محمد بن حمید نے حمیدہ بنت رفاعہ سے اور حمیدہ نے اپنی ماں کبشہ بنت کعب سے روایت کی ہے کہ میرے والد خلیفہ عثمان بن عفانؓ کے قتل سے بہت رنجیدہ ہوئے, ہمیشہ ان کے لئے گریہ کرتے تھے۔ جنگ جمل میں شرکت نہ کرنے کی وجہ ان کی بینائی تھی جو مسلسل رونے سے چلی گئی تھی۔ انھوں نے حضرت علی ع کی بیعت بھی نہ کی تھی اور نہ ان کی خلافت کا اقرار کیا, تھا بلکہ ان کے تعلق سے شدید کینہ وغضب ان کے دل میں تھا۔

جنگ جمل سے عایشہؓ کی واپسی کے بعد میرے والد ان سے ملاقات کے لئے گئے, سلام کیا اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے اور ام المومنین کے درمیان پردہ ڈالا گیا۔ عا یشہؓ نے جنگ کے تعلق سے بہت مختصر گفتگو کی اور تفصیلات سے گریز کیا۔

کبشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اسی دن ظہر کے بعد پیغام بھجوایا, ملاقات کی اجازت لیکر کچھ انصار کی عورتوں کے ساتھ ام المومنین کے مکان پر گئی اور انھوں نے اپنے قیام وخروج کے تعلق سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ حالات اتنے خراب ہو

جائیں گے۔ میرے لئے اونٹ پر سفر کرنے کے لئے ایک خاص عماری بنائی گئی, میں اس میں زرہ پہن کر بیٹھی اوراس اونٹ کولوگوں کے درمیان رکھا گیا۔ مین لوگوں کو صلح, قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی دعوت دیتی رہی مگر کسی نے بھی میری ایک بات بھی نہ مانی۔ جولوگ ہماری مدد کے لئے آئے تھے انھیں جنگ کی جلدی تھی اور ہماری طرف سے تیراندازی شروع ہوئی جس سے علی ع کے دوستوں میں سے ایک دو لوگ مارے گئے۔ جنگ میں شدت آ گئی, دونوں طرف سے حملے ہونے لگے۔ علی ع کے لشکر کے سپاہی صرف میرے اونٹ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ کئی تیر عماری میں پیوست ہوئے۔ میں زخمی بھی ہوئی۔ اس کے بعد ام المومنین نے ہمیں اپنی کلائی پر زخم کا نشان دکھایا۔ خود بھی روئیں اور ہمیں بھی رولایا۔

عایشہ رضؓ نے کہا جو کوئی میرے اونٹ کی مہار پکڑتا اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ آخر میں میری بہن کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضؓ نے مہار تھامی, مین نے فریاد بلند کی اوراس سے کہا کہ تجھے ہمارے رشتہ کی قسم مجھ سے فاصلہ اختیار کر۔ اس نے کہا : مادرعزیز مسئلہ موت کا ہے آدمی اچھی نیت کے ساتھ قتل ہوجائے بہتر ہے اس سے کہ اچھی نیت کو چھوڑ دے اور قید کرلیا جائے۔ میں نے پکارا ہائے اسمہ بے بیٹے کی ہوگئی۔ عبداللہ ابن زبیر رضؓ نے کہا: مادرعزیز خاموش ہوجائے آپ دیکھ رہی ہیں کیا ہورہا ہے۔ میں نے اپنے پر کنٹرول کیا اور ساکت ہوگئی۔

ہمارے ساتھ قریش کے کم عمر نوجوان تھے جو فنون جنگ سے واقف نہ تھے اور کسی جنگ کا تجربہ بھی نہیں رکھتے تھے ۔ وہ سب مارے گئے۔ میں ان حالات میں تھی اور اکثر سپاہی میرے اونٹ کے چاروں طرف تھے۔ کچھ دیر کے لئے چاروں طرف خاموشی ہوگئی میں

نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ خاموشی خیر لائے گی یا شر؟ کیا جنگ ٹھنڈی پڑھ گئی؟ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ خود علی ابن ابو طالب ع جنگ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اونٹ کو ہلاک کردو۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی وقت علی ابن ابی طالب ع میرے بھائی محمد ابن ابی بکر، معاذ ابن عبداللہ تمیمی اور عمار بن یاسر کے ساتھ آئے اور عماری کو اونٹ پر باندھنے کی رسیوں کو کاٹ ڈالے۔ عماری کو ہاتھوں پر اٹھالیا۔ جو سپاہی میرے چاروں طرف تھے وہ بھاگ گئے مجھے ان کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ لشکر علی ع کا منادی اعلان کر رہا تھا: کسی بھاگنے والے اور جنگ سے فرار کرنے والے کا پیچھا نہ کرو، کسی زخمی کو قتل نہ کرو، جو بھی ہتیار زمین پر ڈال دے اس کے لئے امان ہے۔ لوگوں کی جان میں جان آئی، راحت کا احساس کیا، بھاگنے سے شرم محسوس کرنے لگے، عام طریقہ سے چلنے پھرنے لگے۔ مجھے بھی عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر پہنچا دیا گیا۔ اس گھر کا آدمی جنگ میں مارا گیا تھا وہ لوگ سوگ میں تھے۔ وہ سب لوگ جنھیں علی ع سے دشمنی تھی اور جنگ برپا کئے تھے وہ علی ع سے ڈر رہے تھے اور اس گھر میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ میری بہن کے بیٹے عبداللہ ابن زبیرؓ کو جو زخمی ہو گئے تھے انھیں میدان جنگ سے باہر لے گئے تھے۔ میں نے طلحہؓ کے تعلق سے سوال کیا، جواب ملا وہ مارے گئے۔ پوچھا ابو سلمان نے کیا کیا؟ جواب ملا مارے گئے۔ ان حالات میں میرے آنسو خشک ہو چکے تھے اور سخت رنج و غم سے انا للہ و انا الیہ راجعون کہتی اور اپنی ندامت کو ظاہر کرتی رہی۔ قتل ہونے والوں کے نام لئے جاتے اور ان پر گریہ ہوتا۔ کچھ دن اس کیفیت میں گذرے میں نے عبداللہ ابن زبیرؓ کے تعلق سے سوال کیا، جواب ملا وہ بھی مارے گئے۔ اس خبر سے میں اس قدر رنجیدہ و افسردہ ہو

گئی کہ قریب تھا میرا قلب پھٹ جاتا۔ خدا کی قسم تین دن تک مین نے نہ کچھ کھایا اور نہ پانی ہی پیا۔ میں جس گھر میں تھی انھوں نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کے گھر میں روٹی بہت تھی۔ میں چاہتی تھی اپنی بھوک کو کچھ کھا کر کم کروں مگر یہ کام نہیں ہو سکتا تھا میں اللہ کی بارگاہ میں اس فتنہ سے پناہ مانگنے لگی۔

میں نے خود لوگوں کو عثمانؓ کے خلاف تحریک کیا تھا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ جب وہ قتل کر دئے گئے میں اپنے کئے پر پشیمان ہوگئی کہ مسلمانوں کو ان جیسا عابد، سخی، قرابتداروں پر رحم کرنے والا دوسرا نہیں مل سکتا۔

راوی کبشہ بنت کعب کہتی ہے کہ میں گھر واپس آ کر ساری تفصیل والد سے بیان کی۔ اس نے کہا: خدا عایشہؓ اور امیر المومنین عثمانؓ پر رحمت کرے کہ خدا کی قسم عایشہؓ خلیفہ کی سخت ترین دشمن تھیں مگر اب پشیمان ہے اور توبہ کر لی ہیں۔ چاہتی تھیں ان کے خون کا بدلہ لیں مگر جو چاہتی تھیں اس کے خلاف ہوا۔ خدا ان سب پر رحمت نازل کرے۔ اس کے بعد میرے باپ نے اضافہ کیا کہ خدا عمر ابن خطابؓ پر بھی رحمت نازل کرے کہ خدا کی قسم وہ ان سب چیزوں کو گویا دیکھ رہے تھے، چنانچہ ایک دن کہا تھا اگر کبھی کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو وہ تم میں ہی پیدا ہوگا اور اگر اختلاف ہو جائے تو تمہارے لئے وہ پیش آئے گا جو تم پسند نہیں کرتے ہو (نبرد جنگ جمل شیخ مفید رح صفحہ ۲۲۵)۔

## خلیفہ عثمانؓ کے بیٹوں کو امیر المومنین ع نے معاف کر دیا:

ابان و سعید بن عثمان کو جنگ میں شکست کے بعد مولا علی ع کی خدمت میں اسیر کر کے لایا گیا اور وہ مولاع کے سامنے کھڑے تھے وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نہ کہا کہ انھیں قتل

کردو۔ امیرالمومنین ع نے فرمایا کتنی بیہودہ بات کہی ہے میں نے سب کو امان دی اور ان کے گناہ کو بخش دیا ہے، ان دو کو قتل کردوں؟

اس کے بعد ان دو سے مخاطب ہو کر فرمایا: اپنی گمراہی سے لوٹ آئے ہو اب جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اگر جی چاہتا ہے تو میرے پاس رہ سکتے ہو۔ تم سے رشتہ کی بنیاد پر صلہ رحم کروں گا۔ ان دونوں نے کہا: یا امیرالمومنین ع ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ بیعت کرکے وہ دونوں لوٹ گئے (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۲۲۸)۔

**عبداللہ ابن زبیرؓ کی سرگذشت:**

ابوالزیاد نے ہشام بن عمروہ سے اور ہشام نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا: جو کوئی عایشہؓ کے اونٹ کی مہار پکڑتا اسے قتل کردیا جاتا تھا۔ جب کوئی مہار پکڑتا تو عایشہؓ اس سے پوچھتیں تم کون ہو؟ جب کوئی مہار پکڑنے والا نہ رہا تو میں نے جیسے ہی مہار کو پکڑا، ام المومنین نے پوچھا تم کون ہو؟ مین نے جواب دیا کہ تمہاری بہن کا بیٹا۔ فوراً کہا! ہائے میری بہن اسماء بغیر بیٹے کی ہوگئی۔ اس وقت مالک اشتر نے مجھ پر حملہ کیا۔ ہم دونوں زمین پر گر کر کشتی لڑنے لگے۔ میں پکارنے لگا مجھے اور مالک کو ایک ساتھ قتل کردو اور مالک بھی پکارنے لگے مجھے اور عبداللہ کو ایک ساتھ قتل کردو۔ میں شدید زخمی ہوگیا لاشوں اور زخمیوں کے درمیان پڑا رہا۔

اس وقت اسود بن ابی البختری میرے قریب سے گزرا، مجھے زخمیوں میں دیکھ کر اپنے گھوڑے پر ڈال کر لے جانے لگا۔ جب کبھی دور سے علی ع کے لشکر کے کسی فرد کو دیکھتا تو مجھے مردہ کی طرح زمین پر لٹا دیتا اور جب کوئی متوجہ نہ ہوتا تو گھوڑے پر ڈالکر آگے بڑھ

جاتا۔آخرکار اسود نے مجھے قبیلہ ضبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے گھر میں پہنچادیا۔

اس کی زوجہ نے میرے زخموں کو دھویا اور اس پر کافور لگایا۔جب میرے زخم بہتر ہوئے تو میں نے گھر والوں سے کہا کہ ام المومنین عایشہ رض کو میرے زندہ رہنے کی اطلاع دیدو مگر اس بات کا خیال رکھو کہ محمد بن ابوبکر تم کو نہ دیکھے اور اسے خبر نہو کہ میں کہاں ہوں۔میں نے اپنے قاصد کو اسکا حلیہ بتادیا تھا کہ محمد بن ابوبکر چھوٹے قد کا ہے۔میرا قاصد عایشہ رض کے پاس میرے زندہ رہنے کی اطلاع دینے کے بعد انھیں اس بات کو محمد بن ابوبکر سے راز میں رکھنے کی درخواست بھی کی۔

عایشہ رض نے اس سے کہا کہ راز میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تم محمد بن ابوبکر کو میرے پاس بلا کر لاؤ(ان کا پتہ بتلایا)۔جب محمد بن ابی بکر کو ان کی بہن کے پاس لایا گیا تو عایشہ رض نے محمد سے کہا کہ بھائی مجھے یقین نہیں آتا ہے کہ جو کام میں کہنے والی ہوں اسے تم انجام دو گے۔انھوں نے پوچھا کیا کام ہے؟ عایشہ رض نے کہا کہ عبداللہ ابن زبیر رض کے پاس جاؤ اور انھیں یہاں لے آؤ۔وہ شخص محمد بن ابوبکر کو میرے پاس لے آیا۔جیسے ہی عبداللہ رض کی نظر محمد ابن ابوبکر پر پڑی, عبداللہ رض وحشت زدہ ہوکر اس شخص کو نفرین کرنے لگے۔محمد نے عبداللہ رض کو سکون سے رہنے کے لئے کہا اور ساری بات بتادی۔محمد نے عبداللہ رض کو گھوڑے پر اپنے آگے بیٹھا کر ام المومنین عایشہ رض کے گھر تک پہنچادیا۔

**ام المومنین عایشہ رض کی مدینہ واپسی:**

جب حضرت علی ع نے بصرہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو ام المومنین کو حکم دیا کہ وہ مدینہ

واپسی کے لئے تیار ہوجائیں۔ حضرت علی ع نے چالیس عورتوں کے سروں پر عمامہ بندھوایا اورٹوپیاں پہنواکر ان کے کاندھوں پرتلوار لٹکا کر ام المومنین کی حفاظت کی غرض سے ان کی سواری کے ہمراہ مدینہ بھجوایا۔ ان عورتوں کوحکم دیا گیا تھا کہ وہ طول راہ حفاظت کے لئے سواری کے دونوں جانب اور پیچھے حرکت کریں۔ راستہ تمام عایشہؓ اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتی رہیں کہ پروردگار علی ع نے نہ میری حرمت کا خیال رکھا اور نہ رسول اللہ ﷺ کی اور چالیس مرد میرے ساتھ کردئے۔ جب مدینہ پہنچے تو ان عورتوں نے اپنے عماموں کوکھولا اورٹوپیاں اتاریں اورتلواروں کو باہر رکھ کرگھر میں داخل ہوئیں تو عایشہؓ کو پتہ چلا کہ جنہیں وہ مرد سمجھ رہیں تھیں وہ سب عورتیں تھیں لہذا علی ع کو برا کہنے پر پشیمان ہوئیں اور اللہ کی بارگاہ میں جزاء خیر کی دعاء کی کہ مولا علی ع نے رسول اللہ ﷺ اورام المومنین کی حرمت کا خیال رکھا (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۲۴۹)۔

## جنگ جمل کے ضایعات و تلفات:

طبری نے لکھا کہ جنگ جمل میں قتل ہونے والوں کی کل تعداد چھ ہزار سے زیادہ ہے۔

ابن اعثم کوفی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ لشکر علی ع کے ایک ہزار سات سو اور دوشمن کے لشکر کے چھ ہزار افراد قتل ہوئے۔

ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں لکھا کہ لشکر عایشہؓ سے ۲۰ ہزار افراد اور علی ع کے دوستوں سے پانچسو افراد قتل ہوئے۔

تاریخ یعقوبی میں لکھا ہے کہ اس دن دونوں طرف کے ملاکر ۳۰ ہزار سے زیادہ افراد

قتل ہوئے۔

مناقب ابن شہر آشوب میں تحریر ہے کہ امیرالمومنین ع کے لشکر میں ۲۰ ہزار افراد تھے جن میں ۸۰ بدر کے صحابی تھے۔ ۲۵۰ وہ اصحاب تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان (درخت کے نیچے) کے موقع پر بیعت کی تھی۔ ایک ہزار پانچسو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور عایشہؓ کے لشکر میں ۳۰ ہزار یا اس سے کچھ زیادہ افراد تھے۔

قتادہ سے اس کے بعد نقل ہے کہ اس دن ۲۰ ہزار سے زیادہ افراد قتل ہوئے۔ کلبی نے روایت کی ہے کہ علی ع کے لشکر سے ایک ہزار پیدل اور ۷۰ سوار سپاہی شہید ہوئے جن میں زید بن صوحان, ھند جملی, ابو عبداللہ عبدی اور عبداللہ بن رقبہ شامل ہیں۔ لشکر عایشہؓ سے صرف قبیلہ ازد سے ۴ ہزار افراد قتل ہوئے, قبیلہ بنی عدی سے ۹۰ افراد, قبیلہ بنی بکر سے ۸ سو, بنی حنظلہ سے ۹ سو, بنی ناجیہ سے ۴ سو, باقی ۹ ہزار افراد دوسرے قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے (مناقب جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)۔

آج کے مسلمانوں سے یہ سوال ہے کہ جنگ جمل کے لئے لوگوں کو تحریک کرنے اور خلیفہ و امام برحق کے خلاف لشکر جمع کر کے ان افراد کا خون بہانے کی ذمہ داری کس کی گردن پر ہے؟ ان افراد کا جواب اللہ کی بارگاہ میں کیا ہوگا؟ جو افراد یہ کہتے ہیں کہ عایشہؓ طلحہؓ و زبیرؓ نے اپنے اس عمل سے قبل از موت توبہ کر لی, اور اللہ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی اور دنیا سے جاتے وقت ان کی گردن پر کسی قسم کا گناہ نہ تھا۔ وہ کس بنیاد پر